THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کی دین سے دوری: اسباب، اثرات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاحی حکمتِ عملیاں

The Contemporary Estrangement of Youth from Religion: Causes, Effects, and Reformative Strategies in the Light of Islamic Teachings

1. Wasifa Tariq
BS Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: wasiaftariq@gmail.com
2. Ifrah Naeem
BS Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: afrahchaudry@gmail.com
3. Abdul Raheem Butt
M.Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University (GCU), Lahore, Pakistan.
Email: butt786243@gmail.com

Abstract

The growing religious disengagement among the younger generation has emerged as a significant intellectual, moral, spiritual, and social challenge in the contemporary era. Modern technology, excessive use of social media, materialism, the influence of Western culture, inadequate religious upbringing, weakening family structures, and declining engagement with religious education are among the major factors contributing to this trend. This study analytically examines the underlying causes of religious disengagement among young people and explores its intellectual, moral, spiritual, and social impacts on individuals and society. In the light of the Qur'an, the Sunnah of the Prophet Muhammad (PBUH), and Islamic teachings, the study further examines effective reformative strategies for strengthening faith, developing religious awareness, nurturing moral character, and promoting a responsible social role among young people. The study argues that the reform of the younger generation should not be confined to conventional advice rather it requires context-sensitive religious education, stronger family involvement, ethical and spiritual guidance within educational institutions, a positive digital environment, and effective methods of Islamic outreach based on wisdom, moderation, and contemporary realities. Islamic teachings provide comprehensive guidance for developing a balanced, morally responsible, spiritually conscious and socially constructive young generation.

Keywords: Youth, Religious Disengagement, Islamic Teachings, Contemporary Challenges, Causes of Religious Alienation, Moral Development, Religious Education, Islamic Reform Strategies, Social Media, Youth Development.

موضوع کا تعارف

نوجوان کسی بھی معاشرے کی فکری، اخلاقی، روحانی اور تہذیبی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اسی لیے اسلام نے نوجوان نسل کی تربیت، کردار سازی اور ایمان کی مضبوطی کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ نوجوانی ایمان، کردار، فکر اور مقصدِ زندگی کی تشکیل کا اہم مرحلہ ہے۔ تاہم عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کا دین اور اسلامی اقدار سے دور ہونا ایک اہم فکری، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی مسئلہ بنتا جارہا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کا غیر متوازن استعمال، مادیت پرستی، مغربی تہذیبی اثرات، دینی تربیت کا فقدان، خاندانی نظام کی کمزوری اور دینی تعلیم سے عدم

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

وابستگی اس صورتِ حال کے نمایاں اسباب ہیں۔ دین سے دوری کے اثرات نوجوانوں کی فکری و اخلاقی ترجیحات، روحانی کیفیت، دینی شناخت اور معاشرتی ذمہ داریوں پر مرتب ہوتے ہیں جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے مختلف چیلنجز پیدا کرتے ہیں۔ نوجوان نسل کی دین سے دوری کے اسباب و اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے قرآنِ کریم، سنتِ نبوی ﷺ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاحی حکمتِ عملیوں کو واضح کیا جائے گا۔ اس ضمن میں مؤثر دینی و اخلاقی تربیت، مضبوط خاندانی کردار، تعلیمی اداروں میں دینی رہنمائی، مثبت ڈیجیٹل ماحول اور حکمت و اعتدال پر مبنی دعوتی اسلوب کی ایسی متوازن، باکردار، باشعور اور ذمہ دار نوجوان نسل تشکیل دی جاسکے جو اپنی دینی شناخت سے وابستہ رہتے ہوئے عصرِ حاضر کے تقاضوں کا مثبت اور مؤثر انداز میں سامنا کر سکے۔

نوجوان نسل اور دینی وابستگی: مفہومی و نظریاتی پس منظر

نوجوان کا مفہوم: نوجوانی انسانی زندگی کا ایک اہم اور حساس مرحلہ ہے جس میں فرد جسمانی بلوغت کے ساتھ فکری، جذباتی، اخلاقی اور سماجی تشکیل کے مراحل سے گزرتا ہے۔ عربی زبان میں نوجوان کے لیے "شاب" اور "فتی" جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے اصحابِ کہف کے لیے "فِتْيَة" کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ان کی جوانی کو ایمان اور استقامت کے ساتھ مربوط کیا ہے:

﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ [1]

"بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے، اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ فرمایا۔"

اسلامی تصور میں نوجوانی محض عمر کا ایک مرحلہ نہیں بلکہ ایمان، ہدایت، عزم اور کردار سازی کے لیے نہایت اہم دور ہے۔ جدید عالمی تناظر میں بھی نوجوانی کو بچپن سے بلوغت اور خود مختاری کی طرف منتقلی کے مرحلے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

دین اور دینداری کا مفہوم

دین ایک جامع تصور ہے جس میں انسان کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق، عقیدہ، عبادت، اخلاق اور عملی زندگی شامل ہیں۔

اسلامی تصور میں دین محض چند مذہبی رسومات یا عبادات تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [2]

"بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔"

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دینداری سے مراد انسان کا اپنے عقیدے کو عملی زندگی میں اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، اخلاق اور معاملات میں دینی ہدایات کی پیروی کرنا ہے۔ اس اعتبار سے دینداری صرف ظاہری مذہبی اعمال کا نام نہیں بلکہ ایمان، عبادت، اخلاق اور معاملات کے باہمی ربط سے تشکیل پانے والی جامع کیفیت ہے۔

---

[1] الکہف، 13:18

[2] آل عمران، 19:3

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دینی وابستگی اور دینی بے رغبتی کا مفہوم

دینی وابستگی سے مراد فرد کا اپنے دین کے ساتھ فکری، جذباتی اور عملی تعلق ہے جو اس کے عقائد، عبادات، مذہبی اقدار اور روزمرہ زندگی کے رویوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسلامی تناظر میں یہ وابستگی ایمان، تقویٰ، عبادت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسلامی اخلاق کے ذریعے نمایاں ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دینی بے رغبتی سے مراد دین کے ساتھ فرد کے فکری، جذباتی یا عملی تعلق میں کمزوری پیدا ہونا ہے جو دینی تعلیمات سے عدم دلچسپی، عبادات میں سستی، مذہبی اقدار سے فاصلہ یا دین کو زندگی کے عملی معاملات سے الگ سمجھنے کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ تاہم دینی بے رغبتی کو ہر صورت میں مذہب سے مکمل انکار قرار دینا درست نہیں کیونکہ بعض افراد مذہبی شناخت برقرار رکھتے ہوئے بھی دینی اعمال اور مذہبی زندگی میں کمزوری کا شکار ہو سکتے ہیں

اسلامی تصورِ نوجوان

اسلامی تصور میں نوجوان معاشرے کا فعال، ذمہ دار اور باصلاحیت فرد ہے، جس کی فکری و اخلاقی تربیت معاشرے کے مستقبل پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں بھی متعدد نوجوان صحابہؓ نے علم، دعوت، تعلیم، قیادت اور معاشرتی ذمہ داریوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی انسان کی زندگی اور اس کے وقت کو جواب دہی سے مربوط کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ القِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ.»[3]

"قیامت کے دن کسی بندے کے قدم اس وقت تک (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹ سکیں گے جب تک کہ اس سے چار باتوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کس کام میں فنا کیا؟ اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کس کام میں گھلایا؟"

نوجوانی ایک قیمتی اور ذمہ داری پر مبنی دور ہے جس میں فکری، اخلاقی اور دینی شخصیت کی مضبوط بنیاد قائم ہوتی ہے۔ نوجوانوں کی دینی تربیت ان کے سوالات کا علمی جواب، فکری رہنمائی اور مثبت دینی و معاشرتی سرگرمیوں سے وابستگی اسلامی معاشرے کی اہم ذمہ داری ہے۔

خاندانی و تربیتی عوامل

خاندان بچے کی دینی، اخلاقی اور فکری شخصیت کی تشکیل کا پہلا اور بنیادی ادارہ ہے۔ والدین کی دینی وابستگی، عملی کردار اور گھر کا ماحول نوجوان کی مذہبی شناخت اور دینی رویوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اسلام نے والدین کو اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[4]

---

[3] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر (سنن الترمذی)، تحقیق: بشار عواد معروف، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، (بیروت: دار الغرب الإسلامی، 1998ء) حدیث: 2417۔

[4] التحریم، 6:66

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔»[5]

"سن لو! تم میں سے ہر شخص نگہبان (مسؤل) ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ماتحتی و زیرِ سرپرستی افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حکمران اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا؛ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے اہل و عیال کے بارے میں پوچھا جائے گا؛ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا؛ اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

اولاد کی تربیت صرف جسمانی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں بلکہ ایمان، عبادات، اخلاق اور دینی اقدار کی منتقلی بھی والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر گھر میں دین محبت، عملی نمونے اور مثبت رویے کے ذریعے منتقل ہو تو نوجوانوں میں دینی وابستگی مضبوط ہو سکتی ہے، جبکہ تربیت کی کمی، والدین اور اولاد کے درمیان کمزور تعلق اور قول و عمل کا تضاد دینی بے رغبتی کا سبب بن سکتا ہے۔

دینی تعلیم اور تعلیمی نظام کی کمزوریاں

تعلیم انسان کی فکری، اخلاقی اور شخصی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی تصورِ تعلیم میں علم کا مقصد محض معلومات کا حصول نہیں بلکہ شعور، ایمان، اخلاق اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا بھی ہے۔

قرآنِ کریم علم کی اہمیت کے بارے بیان کیا گیا ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [6]

"کہہ دیجیے: کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟"

اسی طرح قرآن تدبر اور غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾ [7]

---

[5] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر،)، كتاب الأحكام، (بيروت: دار طوق النجاة، 1422هـ حديث: 7138

[6] الزمر، 9:39

[7] محمد، 24:47

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"کیاوہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟"

دینی تعلیم اگر نوجوانوں کی موجودہ فکری اور عملی ضروریات سے ہم آہنگ نہ ہو تو اس کی تاثیر محدود ہو سکتی ہے۔ محض معلومات یاد کروانے کے بجائے نوجوانوں کو دینی تعلیمات کی حکمت ان کے عملی پہلو اور عصرِ حاضر کے مسائل سے ان کے تعلق کو سمجھانا ضروری ہے۔ خاص طور پر مذہب، سائنس، جدید فکر اور سماجی تبدیلیوں سے متعلق نوجوانوں کے سوالات کو علمی انداز میں زیرِ بحث لانا دینی تعلیم کی مؤثریت کے لیے اہم ہے۔ معاصر تعلیمی مباحث بھی تعلیم کو محض معلومات کی منتقلی کے بجائے تنقیدی شعور، مکالمے اور بدلتے ہوئے معاشرتی حالات سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔[8]

سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل کلچر

سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے نوجوانوں کی زندگی، سوچ اور طرزِ عمل پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان ذرائع کے ذریعے نوجوان دینی معلومات، علمی مواد اور مختلف مذہبی آراء تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکتے ہیں تاہم غیر مستند مذہبی مواد، متنوع نظریات اور فکری اعتراضات بھی ان کے سامنے آتے ہیں جو مناسب رہنمائی نہ ہونے کی صورت میں دینی الجھن پیدا کر سکتے ہیں۔ ڈیجیٹل مذہب پر ہونے والی معاصر تحقیق، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے مذہبی معلومات کے حصول، مذہبی اظہار اور دینی تعامل کے طریقوں میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔[9]

اسلام معلومات کے حصول میں تحقیق اور تصدیق کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾[10]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو۔"

اس اصول کی روشنی میں سوشل میڈیا کو نوجوانوں کی دینی وابستگی کے لیے محض منفی ذریعہ قرار دینا درست نہیں بلکہ اس کے مثبت اور منفی دونوں پہلو موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو ڈیجیٹل ذرائع کے ذمہ دارانہ استعمال، معلومات کی تصدیق اور مستند دینی مصادر سے استفادے کی تربیت دی جائے۔

مغربی تہذیب اور عالمگیریت کے اثرات

عالمگیریت، عالمی میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ نے مختلف معاشروں کے درمیان تہذیبی اور فکری روابط کو بہت بڑھا دیا ہے۔ نوجوان نسل انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور عالمی ثقافتی مواد کے ذریعے مختلف اقدار، طرزِ زندگی اور فکری تصورات سے متعارف ہوتی ہے۔ اس صورتِ حال کے نتیجے میں بعض نوجوانوں میں اپنی مذہبی اور ثقافتی شناخت کے حوالے سے فکری کشمکش پیدا ہو سکتی ہے خصوصاً جب وہ مختلف ثقافتی تصورات کو تنقیدی شعور کے بغیر قبول کریں۔

---

[8] :UNESCO. Reimagining Our Futures Together: A New Social Contract for Education. Paris -UNESCO, 2021

[9] Campbell, Heidi A., and Giulia Evolvi. "Contextualizing Current Digital Religion Research on Emerging Technologies: A Review of the COVID-19-Induced Online Religion Literature." Human Behavior and Emerging Technologies 2, no. 2 (2020): 107–113

[10] الحجرات، 6:49

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسلام افراط و تفریط کے بجائے اعتدال اور شعوری رویے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾[11]

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا۔"

مغربی تہذیب یا عالمگیریت کے ہر اثر کو منفی قرار دینا علمی طور پر درست نہیں۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ نوجوانوں میں ایسا تنقیدی شعور پیدا کیا جائے جس کے ذریعے وہ جدید دنیا کی مثبت علمی، فنی اور سماجی پیش رفت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی اسلامی شناخت اور بنیادی اقدار کو برقرار رکھ سکیں۔ اس تناظر میں دینی تربیت کا مقصد نوجوانوں کو دنیا سے کاٹنا نہیں بلکہ انہیں اسلامی اقدار کے ساتھ جدید دنیا میں متوازن اور باشعور زندگی گزارنے کے قابل بنانا ہے۔

مادیت اور صارفیت کا بڑھتا ہوا رجحان

موجودہ دور میں مادیت اور صارفیت کے بڑھتے ہوئے رجحانات نوجوانوں کی ترجیحات اور طرزِ زندگی کو متاثر کر رہے ہیں۔ جب کامیابی کا معیار دولت، آسائش، ظاہری حیثیت اور زیادہ سے زیادہ مادی وسائل کا حصول بن جائے تو روحانی اور اخلاقی اقدار پس پشت چلی جانے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں بعض نوجوان دین کی تعلیمات اور آخرت کی جواب دہی کے بجائے دنیاوی کامیابی کو زندگی کا بنیادی مقصد سمجھنے لگتے ہیں۔

قرآنِ کریم دنیاوی زندگی کی حقیقت اور اس کی عارضی نوعیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾[12]

"جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل، تماشا، زینت، باہمی فخر اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کا نام ہے۔"

اسلام دنیاوی ضروریات اور مادی ترقی کی نفی نہیں کرتا بلکہ مادیت کو زندگی کا واحد مقصد بنانے سے روکتا ہے۔

مذہبی رہنمائی اور دعوتی اسلوب میں کمزوریاں

نوجوانوں کی دینی تربیت میں علماء، دینی اداروں اور دعوتی حلقوں کا کردار نہایت اہم ہے۔ اگر دینی رہنمائی نوجوانوں کے ذہنی، فکری اور سماجی مسائل سے ہم آہنگ نہ ہو یا دعوت کا انداز صرف حکم، تنقید اور یک طرفہ نصیحت تک محدود ہو جائے تو بعض نوجوان دین سے فکری طور پر دور ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس نوجوانوں کے سوالات اور شبہات کو سمجھ کر ان کے ساتھ محبت، حکمت، دلیل اور مکالمے کے ذریعے گفتگو زیادہ مؤثر ہو سکتی ہے۔

قرآنِ کریم دعوت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[13]

---

[11] البقرۃ، 143:2

[12] الحدید، 20:57

[13] النحل، 125:16

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کرو۔"

اس قرآنی اصول کی روشنی میں نوجوانوں کے لیے دینی دعوت کو حکمت، محبت، دلیل اور مکالمے پر مبنی بنانا ضروری ہے۔ علماء اور دینی اداروں کو جدید ذرائع ابلاغ سے مؤثر استفادہ کرتے ہوئے نوجوانوں کے فکری و عملی مسائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں قابلِ فہم اور مدلل جواب فراہم کرنا چاہیے۔

نوجوانوں کے ذہنی و فکری سوالات کا مناسب جواب نہ ملنا

نوجوانی فکری جستجو اور سوالات کا اہم مرحلہ ہے۔ اس دوران نوجوان زندگی کے مقصد، مذہب، سائنس، آزادی، اخلاق اور انسانی وجود جیسے موضوعات پر مختلف سوالات اٹھاتے ہیں۔ اگر ان سوالات کو سنجیدگی سے نہ لیا جائے یا مناسب علمی رہنمائی فراہم نہ کی جائے تو وہ اپنے جوابات کے لیے غیر مستند ذرائع کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں، جس سے فکری الجھن اور دینی بے رغبتی میں اضافہ ممکن ہے۔

اسلام غور و فکر اور تدبر کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾ [14]

"تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں"

نوجوانوں کے سوالات کو دبانے کے بجائے انہیں محبت، حکمت اور دلیل کے ساتھ سمجھنا اور جواب دینا ضروری ہے۔ والدین، اساتذہ اور علماء اگر نوجوانوں کے فکری سوالات کو سنجیدگی سے سنیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں قابلِ فہم جوابات فراہم کریں تاکہ نوجوانوں میں دینی شعور، اعتماد اور فکری پختگی پیدا ہو۔

معاشرتی ناانصافی اور مذہبی و عملی تضادات

نوجوان اپنے اردگرد کے معاشرے اور مذہبی ماحول کا گہرا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب وہ مذہبی تعلیمات اور عملی زندگی کے درمیان نمایاں فرق دیکھتے ہیں، مثلاً مذہب کے نام پر ناانصافی، بدعنوانی، منافقت یا اخلاقی تضادات، تو ان کے ذہن میں مذہب اور دینی اقدار کے بارے میں سوالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ تضادات بنیادی طور پر افراد کے اعمال سے متعلق ہوتے ہیں، تاہم بعض نوجوانوں کے لیے دین اور اہلِ دین کے عمل میں فرق کرنا مشکل ہو سکتا ہے، جس سے ان کی دینی وابستگی متاثر ہونے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔

اسلام قول و عمل کے تضاد کو ناپسند کرتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ [15]

"اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔"

---

[14] محمد، 24:47

[15] الصف، 3:61

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نوجوانوں کی دینی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ مذہبی تعلیمات کو صرف تقریروں اور نصیحتوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ دیانت، انصاف، ذمہ داری اور حسنِ اخلاق کے عملی نمونے بھی پیش کیے جائیں۔ جب نوجوان دین کی تعلیمات کو افراد کے اچھے کردار اور معاشرتی عمل میں بھی دیکھتے ہیں تو ان کا دینی اعتماد مضبوط ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

دوستوں اور معاشرتی ماحول کا اثر

نوجوان کی شخصیت اور اس کے رویوں پر دوستوں اور معاشرتی ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ نوجوانی میں فرد اپنے ہم عمر گروہ سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اور اس کے خیالات، عادات اور ترجیحات پر صحبت کے اثرات نمایاں ہو سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اچھے اور برے ساتھی کی مثال مشک فروش اور بھٹی دھونکنے والے سے دیتے ہوئے فرمایا:

«مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ۔»[16]

"نیک اور برے ساتھی کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی سی ہے۔"

صحبت انسان کے اخلاق اور رویوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ نوجوانوں کے لیے صالح، مثبت اور تعمیری صحبت فراہم کرنا ان کی دینی و اخلاقی تربیت کا اہم حصہ ہے۔ والدین اور تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ نوجوانوں کے لیے ایسا معاشرتی ماحول تشکیل دیں جہاں انہیں اچھے دوست، مثبت سرگرمیاں اور دینی و اخلاقی اقدار کے ساتھ آگے بڑھنے کے مواقع میسر ہوں۔

نفسیاتی اور جذباتی عوامل

نوجوانی زندگی کا ایک حساس مرحلہ ہے جس میں فرد جسمانی، فکری اور جذباتی تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔ شناخت کا بحران، تنہائی، مستقبل کے بارے میں بے یقینی، تعلیمی دباؤ، معاشی مشکلات اور خاندانی مسائل نوجوان کی ذہنی اور جذباتی کیفیت کو متاثر کر سکتے ہیں۔ بعض حالات میں یہ عوامل اس کے دینی رجحانات اور مذہبی وابستگی پر بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ نوجوانوں کی دینی اصلاح کے لیے ان کی نفسیاتی اور جذباتی ضروریات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

اسلام انسان کو ناامیدی کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور امید سے وابستہ رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ﴾[17]

"اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

نوجوانوں کے ساتھ دینی رہنمائی میں محبت، ہمدردی اور اعتماد کا رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ ان کے مسائل کو سننا، جذبات کو سمجھنا اور انہیں مثبت دینی و معاشرتی ماحول فراہم کرنا ان کی شخصیت کو مضبوط بنانے میں مدد دے سکتا ہے۔ یوں نوجوانوں کی دینی تربیت صرف مذہبی معلومات کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ ان کی روحانی، فکری، نفسیاتی اور جذباتی ضروریات کو بھی شامل کرتی ہے۔

---

[16] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، (بيروت: دار طوق النجاة، 1422ھ)، كتاب البيوع، باب في العطار وبيع المسك، حديث رقم 2101

[17] الزمر، 53:39

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

فرد کی شخصیت پر اثرات

نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کا ایک اہم اثر ان کی شخصیت کی فکری، اخلاقی اور روحانی تشکیل پر پڑ سکتا ہے۔ اسلام انسان کی شخصیت کو ایمان، اخلاق اور مقصدِ زندگی کے باہمی تعلق سے تشکیل دیتا ہے۔ جب انسان اپنی زندگی کے مقصد اور اخلاقی ذمہ داریوں سے مضبوط دینی تعلق کھو دیتا ہے تو اس کے اندر زندگی کے معنی، ترجیحات اور اقدار کے حوالے سے فکری الجھن پیدا ہونے کا امکان بڑھ سکتا ہے۔

قرآنِ کریم انسان کی حقیقی کامیابی کو تزکیۂ نفس سے وابستہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا﴾[18]

"یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے آلودہ کر دیا۔"

دینی وابستگی انسان کو محض مذہبی شناخت فراہم نہیں کرتی بلکہ اسے اخلاقی اصول، مقصدِ حیات اور اپنے اعمال کے لیے جواب دہی کا شعور بھی دیتی ہے۔ نوجوانی میں مذہبی اور روحانی تصورات فرد کی شناخت اور شخصیت کی تشکیل کے ساتھ تعامل کر سکتے ہیں، اور مذہب بعض نوجوانوں کے لیے معنی، اقدار اور تعلق کا اہم ذریعہ بن سکتا ہے۔[19](25) اس کے برعکس دینی وابستگی میں کمی کی صورت میں نوجوان کی شخصیت کی تشکیل پر دیگر فکری، سماجی اور ثقافتی عوامل کا اثر زیادہ غالب ہو سکتا ہے۔

لہٰذا نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کا اثر صرف عبادات یا مذہبی معمولات تک محدود نہیں رہتا بلکہ ان کی فکری سمت، اخلاقی ترجیحات اور شخصیت کی مجموعی تشکیل تک پھیل سکتا ہے۔ اس لیے دینی تربیت کا مقصد صرف مذہبی فرائض کی ادائیگی نہیں بلکہ نوجوانوں میں متوازن شخصیت، اخلاقی شعور اور مقصدِ زندگی کی صحیح تفہیم پیدا کرنا بھی ہونا چاہیے۔

اخلاقی و روحانی اثرات

نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کا ایک نمایاں اثر ان کی اخلاقی اور روحانی زندگی پر پڑ سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ایمان اور اخلاق کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا گیا بلکہ ایمان کا عملی اظہار انسان کے کردار اور معاملات میں ظاہر ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم نیکی کے جامع تصور میں ایمان کے ساتھ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی اور عملی کردار کو بھی شامل کرتا ہے:

﴿لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ...﴾[20]

"نیکی صرف یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر ایمان لائے۔"

---

[18] الشمس، 9:9-10

[19] King, Pamela Ebstyne, and Linda J. Kim. "Religion and Identity Development in Adolescence." In *The Oxford Handbook of Identity Development*. Oxford University Press, 2015

[20] البقرۃ، 2:177

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دینی وابستگی انسان کو سچائی، امانت، عدل، صبر اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری جیسی اخلاقی اقدار کی طرف متوجہ کرتی اور اس کے اندر جواب دہی کا احساس پیدا کرتی ہے۔ جب نوجوان دین سے مسلسل دور ہوتے ہیں تو ان کی اخلاقی ترجیحات کی تشکیل میں دینی رہنمائی کا کردار کمزور پڑ سکتا ہے اور دیگر سماجی و ثقافتی عوامل کا اثر بڑھ سکتا ہے۔ دینی بے رغبتی کو لازماً اخلاقی انحطاط کے مترادف قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اخلاقی اقدار کے دیگر ذرائع بھی موجود ہوتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دینی بے رغبتی کی صورت میں اسلامی اخلاقی نظام سے وابستگی کمزور ہو سکتی ہے۔ روحانی اعتبار سے دین انسان کو اللہ تعالیٰ سے تعلق، عبادت اور مقصدِ زندگی کا شعور فراہم کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

"یاد رکھو! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"

نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کا اثر ان کی روحانی زندگی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پر بھی پڑ سکتا ہے۔ دینی وابستگی میں کمی کے نتیجے میں عبادات، ذکر اور روحانی تربیت سے دوری پیدا ہو سکتی ہے جس سے نوجوان اپنی زندگی میں مقصد، معنویت اور داخلی اطمینان کے حصول کے لیے دیگر ذرائع کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے نوجوانوں کی دینی تربیت میں اخلاقی کردار سازی کے ساتھ روحانی نشوونما کو بھی بنیادی اہمیت دینا ضروری ہے۔

خاندانی زندگی پر اثرات

نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کا اثر خاندانی زندگی پر بھی مرتب ہو سکتا ہے، کیونکہ خاندان صرف ایک معاشرتی اکائی نہیں بلکہ اقدار، اخلاق اور مذہبی روایات کی منتقلی کا بنیادی ذریعہ بھی ہے۔ جب نوجوان دینی تعلیمات اور خاندانی مذہبی اقدار سے دور ہوتے ہیں تو والدین اور اولاد کے درمیان دینی ترجیحات اور طرزِ زندگی کے حوالے سے فکری اختلاف پیدا ہونے کا امکان بڑھ سکتا ہے۔ قرآنِ کریم خاندان کی اصلاح اور حفاظت کی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[21]

"اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

خاندانی مذہبی ماحول نوجوانوں کی دینی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے، لیکن جب نسلوں کے درمیان دینی وابستگی میں واضح فرق پیدا ہو جائے تو والدین اور نوجوانوں کے درمیان مذہبی اقدار، عبادات اور طرزِ زندگی کے حوالے سے فاصلے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں خاندانی دینی روایت کی ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقلی بھی کمزور پڑ سکتی ہے۔ بین النسلی مذہبی منتقلی پر ہونے والی وسیع تحقیقی تحقیق میں والدین کی مذہبی وابستگی، خاندانی ماحول اور والدین کے عملی نمونے کو مذہبی روایت کی منتقلی میں اہم عوامل قرار دیا گیا ہے۔[22]

---

[21] التحریم، 6:66

[22] Bengtson, Vern L., with Norella M. Putney and Susan C. Harris. Families and Faith: How Religion Is Passed Down across Generations. New York: Oxford University Press, 2013.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کو صرف فرد کا ذاتی مسئلہ سمجھنا درست نہیں کیونکہ اس کے اثرات خاندانی سطح پر بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ دینی اقدار کی کمزور منتقلی سے خاندان میں مشترکہ مذہبی شناخت اور اقدار کا اشتراک کم ہو سکتا ہے۔ اس لیے نوجوانوں کی دینی تربیت میں خاندان کو فعال اور مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے جہاں دین سختی کے بجائے محبت، عملی نمونے اور باہمی مکالمے کے ذریعے اگلی نسل تک منتقل ہو۔

معاشرتی و تہذیبی اثرات

نوجوان کسی بھی معاشرے کا اہم اور متحرک طبقہ ہوتے ہیں، اس لیے ان کی دینی وابستگی میں کمی کے اثرات فرد اور خاندان تک محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرتی اور تہذیبی سطح پر بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اسلامی تصورِ معاشرہ عدل، امانت، تعاون، خیر خواہی اور اخلاقی ذمہ داری جیسی اقدار پر قائم ہے۔ قرآنِ کریم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾[23]

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

دینی وابستگی معاشرے کی تہذیبی شناخت اور اقدار کی منتقلی میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ نوجوان جب اپنی مذہبی اور تہذیبی روایت سے دور ہوتے ہیں تو نسل در نسل منتقل ہونے والی دینی اقدار، روایات اور ثقافتی شناخت کمزور پڑ سکتی ہے۔ خاص طور پر عالمگیریت اور تیز رفتار ثقافتی تبدیلیوں کے دور میں نوجوان مختلف تہذیبی اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ مسلمان نوجوانوں کی مذہبی شناخت پر تعلیمی ماحول، ہم عمر افراد، ثقافتی دباؤ اور سماجی تعامل کے اثرات کو بعض تحقیقی مطالعات نے بھی نمایاں کیا ہے۔[24]

اصلاحی حکمتِ عملیاں

قرآن و سنت سے مضبوط تعلق

نوجوانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے قرآن و سنت سے مضبوط تعلق بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تعلق صرف تلاوت، حفظ یا مذہبی معلومات تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ قرآن کو فہم، تدبر اور عملی رہنمائی کے ذریعے نوجوانوں کی روزمرہ زندگی سے جوڑنا ضروری ہے۔ قرآنِ کریم خود غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾[25]

نوجوانوں کی دینی تربیت میں ترجمۂ قرآن، تفسیر، سیرتِ نبوی ﷺ اور عصرِ حاضر کے فکری و عملی مسائل سے متعلق موضوعات کو شامل کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح سنتِ رسول ﷺ کو اسلامی تعلیمات کے عملی نمونے کے طور پر پیش کیا جائے تاکہ نوجوان دین کو محض نظریاتی تعلیم کے بجائے قابلِ عمل طرزِ زندگی کے طور پر سمجھ سکیں۔ نوجوانوں کی مذہبی شناخت ایک مسلسل تشکیل پانے والا عمل ہے جس پر ان کے سماجی ماحول، تعلیمی تجربات اور ذاتی شناخت کے عوامل اثرانداز ہوتے ہیں۔

---

[23] المائدہ، 2:5

[24] Zine, Jasmin. "Muslim Youth in Canadian Schools: Education and the Politics of Religious Identity." *Anthropology & Education Quarterly* 32, no. 4 (2001): 399–423.

[25] محمد، 24:47

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ایمان اور عقیدے کی فکری بنیاد مضبوط کرنا

نوجوانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے ایمان اور عقیدے کو محض موروثی یا جذباتی وابستگی کے بجائے علم، فہم اور شعوری یقین کی بنیاد پر مضبوط کرنا ضروری ہے۔ نوجوانی فکری سوالات اور ذہنی جستجو کا اہم مرحلہ ہے، اس لیے خدا، وحی، آخرت اور دین کی ضرورت سے متعلق سوالات کا پیدا ہونا فکری نشوونما کا حصہ ہو سکتا ہے۔ قرآنِ کریم انسان کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾[26]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

نوجوانوں کو صرف عقائد یاد کروانے کے بجائے عقلی و فکری بنیادوں پر دین سمجھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ ان کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کو نظر انداز کرنے کے بجائے قرآن و سنت، اسلامی علمی روایت اور معاصر علمی مباحث کی روشنی میں مدلل جوابات فراہم کیے جائیں۔ نوجوانوں کی مذہبی شناخت پر ہونے والی تحقیق بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ذاتی تجربات، سماجی ماحول اور فکری سوالات مذہبی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دینی تربیت میں عقیدہ، فکری مکالمہ اور علمی رہنمائی کو باہم مربوط کرنا ضروری ہے تاکہ نوجوان دین کو محض خاندانی روایت کے طور پر نہیں بلکہ شعوری یقین کی بنیاد پر سمجھ سکیں۔

محبت، حکمت اور مکالمے پر مبنی دعوت

نوجوانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے دعوت کا انداز نہایت اہم ہے۔ موجودہ دور میں نوجوانوں کے ساتھ محض حکم، تنقید یا سختی کے بجائے محبت، حکمت، نرمی اور مکالمے کا طریقہ زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے۔ قرآنِ کریم دعوت کے لیے حکمت اور بہترین انداز اختیار کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[27]

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کرو۔"

یہ قرآنی اصول نوجوانوں کے لیے خصوصی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنی شناخت اور فکری ترجیحات تشکیل دینے کے مرحلے میں ہوتے ہیں۔ ان کے سوالات اور اختلافات کو فوراً رد کرنے کے بجائے انہیں سننا، سمجھنا اور دلیل و حکمت سے جواب دینا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے علماء، والدین اور دینی رہنماؤں کو نوجوانوں کے ساتھ اعتماد، احترام اور خیر خواہی پر مبنی تعلق قائم کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے مذہبی اور فکری سوالات بلاخوف بیان کر سکیں۔

والدین اور خاندان کا مؤثر کردار

نوجوانوں کی دینی وابستگی کی تشکیل میں خاندان بنیادی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ دینی اقدار اور اخلاقی رویوں کی ابتدائی تربیت گھر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ والدین کا دینی رویہ، عملی کردار اور گھر کا ماحول نوجوان کے مذہبی رجحان پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔

---

[26] آل عمران، 190:3

[27] النحل، 125:16

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[28]

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

والدین کی ذمہ داری صرف دینی احکام بتانا نہیں بلکہ اپنے کردار اور عمل کے ذریعے دینی اقدار کی عملی مثال پیش کرنا بھی ہے۔ گھر میں نماز، قرآن فہمی، باہمی احترام اور حسنِ اخلاق کا ماحول نوجوانوں کی دینی وابستگی کو مضبوط کر سکتا ہے۔ اسی طرح والدین کو نوجوانوں کے ساتھ سختی اور یک طرفہ نصیحت کے بجائے محبت، اعتماد اور مکالمے کا رویہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے فکری اور مذہبی سوالات بلا جھجک بیان کر سکیں۔

سوشل میڈیا کا مثبت اور مؤثر استعمال

سوشل میڈیا نوجوانوں کی معلومات، اظہارِ خیال اور سماجی روابط کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔ اس لیے نوجوانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے اسے محض تفریحی وسیلے کے طور پر دیکھنے کے بجائے دینی تعلیم، فکری رہنمائی اور مثبت مذہبی ابلاغ کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ قرآنِ کریم خبر اور معلومات کی تحقیق کی ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾[29]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو۔"

سوشل میڈیا نوجوان مسلمانوں کے لیے مذہبی معلومات حاصل کرنے، مذہبی اظہار اور مذہبی شناخت کی تشکیل کے نئے مواقع پیدا کر سکتا ہے اگرچہ آن لائن مواد کے تنوع کے باعث تنقیدی فہم اور مستند رہنمائی کی ضرورت بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایک حالیہ مطالعے میں وسطی ایشیا کے مسلم نوجوانوں کے حوالے سے سوشل میڈیا کو مذہبی معلومات، مذہبی اظہار اور مذہبی شناخت کی تشکیل سے مربوط کیا گیا ہے۔ اسی طرح آسٹریلیا میں مسلم نوجوانوں پر ایک qualitative study نے سوشل میڈیا کے مثبت پہلوؤں، مثلاً شناخت، تعلق اور سماجی روابط، کے ساتھ وقت کے ضیاع اور غیر حقیقی سماجی معیارات جیسے ممکنہ منفی اثرات کی بھی نشاندہی کی ہے. نوجوانوں کی زبان اور موجودہ ڈیجیٹل ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے مختصر، مستند اور علمی دینی مواد سوشل میڈیا کے ذریعے پیش کریں۔ قرآن فہمی، سیرتِ نبوی ﷺ، نوجوانوں کے فکری سوالات اور عصری مسائل پر مبنی معیاری مواد نوجوانوں تک پہنچایا جائے۔ اس طرح سوشل میڈیا کو محض معلومات کی ترسیل کے بجائے دینی شعور اور مثبت مذہبی شناخت کی تشکیل کا مؤثر ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔

عملی نمونہ اور کردار سازی

نوجوانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے صرف زبانی نصیحت کافی نہیں بلکہ دینی تعلیمات کا عملی نمونہ بھی ان کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے۔ نوجوان اپنے والدین، اساتذہ، علماء اور معاشرتی رہنماؤں کے کردار اور رویوں سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ اگر دینی اقدار، مثلاً سچائی، دیانت، عدل،

---

[28] التحریم، 6:66

[29] الحجرات، 6:49

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

برداشت اور حسنِ اخلاق، عملی زندگی میں نمایاں ہوں تو نوجوانوں کے لیے دین کو سمجھنا اور اس سے وابستہ ہونا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بہترین نمونہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[30]

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

نوجوانوں کی دینی تربیت میں قول و عمل کی یکسانیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر دینی تعلیم دینے والے افراد اپنے عمل میں ان اقدار کی عکاسی کریں جن کی وہ نوجوانوں کو تعلیم دیتے ہیں تو دینی پیغام زیادہ مؤثر انداز میں منتقل ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس مذہبی تعلیم اور عملی کردار میں واضح تضاد نوجوانوں کے اندر مذہبی رہنماؤں اور اداروں کے بارے میں بداعتمادی پیدا کر سکتا ہے۔

تعلیمی اداروں میں دینی و اخلاقی تربیت کا فروغ

نوجوانوں کی فکری، اخلاقی اور شخصیت سازی میں تعلیمی ادارے خاندان کے بعد اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسکول، کالج اور جامعات نوجوانوں کو محض علمی تعلیم فراہم نہیں کرتے بلکہ ان کی سوچ، رویوں اور معاشرتی کردار کی تشکیل میں بھی مؤثر ہوتے ہیں۔

اس لیے تعلیمی اداروں میں دینی و اخلاقی تربیت کو نوجوانوں کی مجموعی تعلیم کا حصہ بنانا ضروری ہے۔

قرآنِ کریم علم کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾[31]

"اور کہیے: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ دینی تعلیم کو محض نصابی معلومات یا امتحانی ضرورت تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے نوجوانوں کے عملی، فکری اور سماجی مسائل سے مربوط کیا جائے۔ قرآن فہمی، سیرتِ نبوی ﷺ، اسلامی اخلاق، انسانی ذمہ داری اور معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ جدید فکری مسائل پر علمی گفتگو کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ اس مقصد کے لیے فکری نشستیں، مطالعاتی حلقے، سوال و جواب کی نشستیں اور مکالماتی سرگرمیاں مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس طرح نوجوان دین کو محض ایک مضمون کے طور پر نہیں بلکہ اپنی زندگی، کردار اور معاشرتی ذمہ داریوں سے متعلق جامع رہنمائی کے طور پر سمجھ سکیں گے۔ اساتذہ کا کردار بھی اس سلسلے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ان کا علمی و اخلاقی رویہ نوجوانوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کے مذہبی اور فکری سوالات کو سنجیدگی سے سنیں اور احترام، حکمت اور علمی انداز میں رہنمائی فراہم کریں۔ تعلیمی ماحول میں اختلافِ رائے، برداشت، احترام اور ذمہ داری جیسی اقدار کو فروغ دینا بھی ضروری ہے۔ یوں تعلیمی ادارے نوجوانوں کی علمی ترقی کے ساتھ دینی شعور، اخلاقی کردار اور مثبت معاشرتی رویوں کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

---

[30] الاحزاب، 21:33

[31] طٰہٰ، 11:20

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

علماء ومشائخ کا مؤثر دعوتی کردار

نوجوانوں کی دینی رہنمائی اور فکری تربیت میں علماء ومشائخ کا کردار نہایت اہم ہے۔ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو نوجوان نسل تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ ان کے مذہبی اور فکری سوالات کا علمی جواب دینے میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں نوجوان مختلف نظریات اور معلوماتی ذرائع سے متاثر ہوتے ہیں، اس لیے علماء کے لیے ضروری ہے کہ وہ نوجوانوں کے مسائل، ذہنی رجحانات اور فکری ضروریات کو سمجھتے ہوئے حکمت، محبت اور مکالمے پر مبنی دعوتی اسلوب اختیار کریں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [32]

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

نوجوانوں کے سوالات اور شکوک کو نظر انداز کرنے کے بجائے انہیں علمی اور مدلل انداز میں سمجھیں اور ان کا جواب دیں۔

روایتی خطابات اور دینی مجالس کے ساتھ جدید ذرائع ابلاغ، فکری نشستوں، آن لائن لیکچرز اور نوجوانوں کے لیے خصوصی تربیتی پروگراموں سے بھی مؤثر انداز میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ دعوت کا مقصد محض احکام بیان کرنا نہیں بلکہ نوجوانوں میں دین کی معنویت، شعوری وابستگی اور عملی کردار پیدا کرنا ہونا چاہیے۔

نوجوانوں کو مثبت اور تعمیری سرگرمیوں سے جوڑنا

نوجوانوں کی دینی وابستگی کو مضبوط بنانے کے لیے انہیں محض نظریاتی اور مذہبی تعلیم تک محدود رکھنے کے بجائے مثبت اور تعمیری سرگرمیوں میں بھی شریک کرنا ضروری ہے۔ نوجوان اپنی توانائی، صلاحیت اور وقت کو اگر مثبت مقاصد کے لیے استعمال کریں تو ان میں احساسِ ذمہ داری، خود اعتمادی اور معاشرتی شعور پیدا ہوتا ہے۔ اسلام بھی نیکی اور اجتماعی بھلائی کے کاموں میں باہمی تعاون کی ترغیب دیتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ [33]

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

قرآنی اصول کی روشنی میں نوجوانوں کو کھیلوں، مطالعاتی سرگرمیوں، علمی و تحقیقی پروگراموں، رضاکارانہ خدمات، فلاحی منصوبوں اور معاشرتی خدمت کے مواقع فراہم کیے جانے چاہئیں۔ خصوصاً ایسی سرگرمیاں جن میں نوجوان دوسروں کی مدد، تعلیمی معاونت، ضرورت مند افراد کی اعانت، ماحولیاتی تحفظ اور اجتماعی فلاح کے کاموں میں حصہ لیں، ان کے اندر خدمتِ خلق اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس پیدا کر سکتی ہیں۔

دینی اداروں، تعلیمی مراکز اور سماجی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ ایسے پروگرام ترتیب دیں جن میں دینی و اخلاقی تربیت کے ساتھ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو مثبت سمت میں استعمال کرنے کے مواقع بھی موجود ہوں۔ اس طرح نوجوان دین کو محض عبادات اور نظریاتی تعلیم تک محدود نہیں سمجھیں گے بلکہ اس کی عملی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی اور معاشرتی کردار میں بھی نافذ کرنے کی کوشش کریں گے۔ نوجوانوں کو مثبت اور

---

[32] النحل، 125:16

[33] المائدة، 2:5

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تعمیری سرگرمیوں سے جوڑنا دینی تربیت کا اہم حصہ ہونا چاہیے۔ تعلیم، تحقیق، خدمتِ خلق اور معاشرتی فلاح میں نوجوانوں کی شرکت ان کی شخصیت میں اخلاقی ذمہ داری، تعاون اور مثبت معاشرتی کردار کو فروغ دے سکتی ہے۔

نوجوانوں کی نفسیاتی اور جذباتی ضروریات پر توجہ

نوجوانوں کی دینی وابستگی کو مضبوط بنانے کے لیے ان کی نفسیاتی اور جذباتی ضروریات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ نوجوانی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جس میں فرد اپنی شناخت، مقصدِ زندگی، مستقبل اور تعلقات کے حوالے سے مختلف ذہنی اور جذباتی تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔ اگر نوجوان خود کو تنہا، غیر اہم یا غیر محفوظ محسوس کرے اور اسے اپنے مسائل کے اظہار اور مناسب رہنمائی کے مواقع میسر نہ ہوں تو وہ فکری اور مذہبی بے سمتی کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لیے دینی تربیت میں نوجوانوں کی عزتِ نفس، جذباتی کیفیت اور ذہنی ضروریات کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔

اسلامی تعلیمات میں نرمی، رحمت اور حسنِ سلوک کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا»[34]

"آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو، خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔"

حدیث کی روشنی میں نوجوانوں کے ساتھ دینی گفتگو میں سختی، تحقیر اور مسلسل تنقید کے بجائے محبت، حوصلہ افزائی اور اعتماد کا رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ والدین، اساتذہ اور علماء کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کے مسائل سنیں ان کے جذبات کو سمجھیں اور ان کی رہنمائی کرتے ہوئے ان کی شخصیت اور خود اعتمادی کا احترام کریں۔ دینی و تعلیمی اداروں میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا چاہیے جہاں نوجوان اپنے ذہنی، جذباتی اور فکری مسائل کے بارے میں بلاخوف گفتگو کر سکیں۔ ضرورت کے مطابق انہیں مستند علمی رہنمائی کے ساتھ مناسب نفسیاتی معاونت بھی فراہم کی جا سکتی ہے۔ اس طرح دینی تربیت نوجوانوں کے لیے دباؤ کے بجائے اطمینان، امید، مقصد اور مثبت تعلق کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

والدین، علماء، تعلیمی اداروں اور ریاست کے درمیان باہمی تعاون

نوجوانوں کی دینی و اخلاقی تربیت ایک مشترکہ اجتماعی ذمہ داری ہے، جسے کسی ایک فرد یا ادارے کے ذریعے مؤثر طور پر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ خاندان نوجوان کی ابتدائی تربیت اور دینی شناخت کی بنیاد فراہم کرتا ہے، تعلیمی ادارے اس کی علمی و فکری نشوونما میں کردار ادا کرتے ہیں، علماء و دینی ادارے دینی رہنمائی فراہم کرتے ہیں جبکہ ریاست اور متعلقہ ادارے ایسا تعلیمی اور معاشرتی ماحول پیدا کر سکتے ہیں جس میں نوجوانوں کی مثبت تربیت ممکن ہو۔

قرآنِ کریم اجتماعی تعاون کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾[35]

---

[34] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، كتاب العلم، باب ما كان النبي ﷺ يتخوّلهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا(بيروت: دار طوق النجاة، 1422ھ)، ، حديث رقم: 69۔

[35] المائدہ، 2:5

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

قرآنی اصول کی روشنی میں والدین، اساتذہ، علماء اور متعلقہ اداروں کے درمیان مؤثر رابطہ ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں میں دینی و اخلاقی تربیت کے پروگرام، دینی مراکز میں نوجوانوں کے لیے علمی و فکری نشستیں اور ریاستی سطح پر نوجوانوں کی مثبت سرگرمیوں کے لیے منصوبہ بندی اس مشترکہ تعاون کا حصہ بن سکتی ہے۔ اسی طرح نوجوانوں کے دینی رجحانات، فکری مسائل اور معاشرتی رویوں پر باقاعدہ تحقیق کی جانی چاہیے اور اس کے نتائج کی روشنی میں عملی منصوبے تشکیل دیے جانے چاہییں۔ اس طرح نوجوانوں کی دینی تربیت محض انفرادی کوششوں تک محدود رہنے کے بجائے ایک منظم اور مربوط اجتماعی عمل بن سکتی ہے۔

نوجوانوں میں اسلامی شناخت اور تہذیبی شعور کا فروغ

نوجوانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے ان میں اپنی اسلامی شناخت اور تہذیبی ورثے کے بارے میں مثبت اور شعوری احساس پیدا کرنا ضروری ہے۔ موجودہ دور میں عالمگیریت، ثقافتی تبدیلیوں اور ڈیجیٹل ذرائع کے باعث نوجوان مختلف تہذیبی اور فکری اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے ماحول میں انہیں اپنی دینی اور تہذیبی اقدار سے اس انداز میں روشناس کرانا چاہیے کہ وہ جدید دنیا کے ساتھ متوازن اور مثبت تعامل کر سکیں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ [36]

"اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔"

اسلامی شناخت کا شعور پیدا کرنے کا مطلب نوجوانوں کو معاشرے سے الگ کرنا نہیں بلکہ انہیں اپنی دینی اقدار، تاریخ اور تہذیبی ورثے سے واقف کراتے ہوئے متوازن اور ذمہ دار فرد بنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن و سنت، سیرتِ نبوی ﷺ، اسلامی تاریخ، مسلم تہذیب اور اسلامی اخلاقی اقدار سے واقفیت کے ساتھ انہیں مختلف ثقافتوں کے ساتھ مثبت تعامل کی صلاحیت بھی فراہم کی جانی چاہیے۔ تعلیمی اداروں، خاندان اور دینی مراکز کو چاہیے کہ اسلامی شناخت کو شعوری، مثبت اور متوازن انداز میں فروغ دیں۔ اسلامی تہذیب کے علمی، اخلاقی، سائنسی اور انسانی پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تاکہ نوجوان اپنی دینی شناخت کو محض موروثی نسبت کے طور پر نہیں بلکہ بامعنی فکری اور اخلاقی وابستگی کے طور پر سمجھ سکیں۔

نوجوانوں کو معاشرتی خدمت اور قومی ذمہ داریوں میں شریک کرنا

نوجوانوں کی دینی وابستگی کو مضبوط بنانے کے لیے انہیں معاشرتی خدمت اور قومی ذمہ داریوں میں فعال طور پر شریک کرنا ضروری ہے۔ نوجوانوں کی توانائی، صلاحیت اور تخلیقی قوت اگر مثبت سمت میں استعمال ہو تو وہ نہ صرف اپنی شخصیت کی تعمیر کر سکتے ہیں بلکہ معاشرے کی فلاح و ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

[36] الحجرات،13:49

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے:

«خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ»[37]

"لوگوں میں بہترین وہ ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔"

نوجوانوں کو فلاحی کاموں، رضاکارانہ خدمات، تعلیمی منصوبوں، ضرورت مند افراد کی مدد، ماحولیاتی تحفظ اور دیگر سماجی سرگرمیوں میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ان کے اندر خدمتِ خلق، احساسِ ذمہ داری، تعاون اور اجتماعی شعور پیدا ہو گا اور وہ دینی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے قابل ہوں گے۔ اسی طرح نوجوانوں کو قومی ذمہ داریوں کا شعور دینا بھی ضروری ہے۔ تعلیم، دیانت داری، قانون کی پاسداری، قومی وسائل کا تحفظ، معاشرتی امن اور مثبت شہری کردار ایسی ذمہ داریاں ہیں جن میں نوجوان اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا والدین، تعلیمی اداروں، دینی مراکز اور متعلقہ اداروں کو نوجوانوں کے لیے منظم رضاکارانہ اور سماجی خدمت کے پروگرام تشکیل دینے چاہییں۔

خلاصہ بحث

عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کی دین سے دوری ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس کے اثرات فرد کی دینی و اخلاقی شخصیت کے ساتھ خاندان، معاشرے اور مسلم تہذیبی شناخت پر بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ نوجوانوں کی دینی بے رغبتی کسی ایک عامل کا نتیجہ نہیں بلکہ خاندانی و تربیتی کمزوریوں، دینی تعلیم کے بعض مسائل، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل کلچر، مادیت و صارفیت، بدلتے ہوئے معاشرتی رجحانات، فکری الجھنوں اور نوجوانوں کے سوالات کے مناسب علمی جواب نہ ملنے جیسے متعدد عوامل کا مجموعی اثر ہے۔ دینی وابستگی میں کمی صرف عبادات اور مذہبی معمولات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اخلاقی و روحانی زندگی، مقصدِ حیات، خاندانی تعلقات، معاشرتی اقدار اور تہذیبی شعور کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔ اس لیے نوجوانوں کی دینی وابستگی کو مضبوط بنانا فرد اور معاشرے کی اصلاح کے لیے ناگزیر ہے۔ نوجوانوں کو دین سے قریب کرنے کے لیے محض روایتی اندازِ نصیحت کافی نہیں بلکہ قرآن و سنت سے شعوری تعلق، عقیدے کی فکری بنیاد، مؤثر دینی تعلیم، نوجوانوں کے سوالات کا علمی جواب، محبت و حکمت پر مبنی دعوت اور عملی کردار سازی ضروری ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت استعمال، معاشرتی خدمت اور تعمیری سرگرمیوں میں نوجوانوں کی شمولیت اور ان کی فکری و جذباتی ضروریات کو سمجھنا بھی اصلاحی حکمتِ عملی کا اہم حصہ ہے۔ خاندان، تعلیمی اداروں، علماء و مشائخ، دینی اداروں، میڈیا اور ریاست سمیت تمام متعلقہ اداروں کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ بالخصوص والدین اور دینی رہنماؤں کا عملی نمونہ، تعلیمی اداروں کا تربیتی ماحول، علمی مکالمہ اور جدید ذرائع ابلاغ کا ذمہ دارانہ استعمال نوجوانوں کی دینی وابستگی کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔ نوجوان نسل کو دین سے قریب کرنے کا مؤثر راستہ اسلامی تعلیمات کی بنیادی روح کو برقرار رکھتے ہوئے عصرِ حاضر کے فکری، نفسیاتی اور معاشرتی تقاضوں کو سمجھنا ہے۔ قرآن و سنت کی رہنمائی، حکمت و محبت پر مبنی دعوت، مؤثر تربیت اور عملی کردار کے ذریعے نوجوانوں میں ایسی شعوری دینی وابستگی پیدا کی جا سکتی ہے جو انہیں اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ خاندان، معاشرے اور امت کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کے قابل بنائے۔

---

[37] سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط، تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد وعبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، (القاهرة: دار الحرمين، 1415هـ)، حديث رقم: 5787۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مصادر و مراجع

- القرآن الكريم.
- البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح. تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر. بيروت: دار طوق النجاة، 1422هـ.
- الترمذي، محمد بن عيسى. الجامع الكبير (سنن الترمذي). تحقيق: بشار عواد معروف. بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1998م.
- الطبراني، سليمان بن أحمد. المعجم الأوسط. تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد وعبد المحسن بن إبراهيم الحسيني. القاهرة: دار الحرمين، 1415هـ.
- Bengtson, Vern L., with Norella M. Putney and Susan C. Harris. *Families and Faith: How Religion Is Passed Down across Generations*. New York: Oxford University Press, 2013.
- Campbell, Heidi A., and Giulia Evolvi. "Contextualizing Current Digital Religion Research on Emerging Technologies." *Human Behavior and Emerging Technologies* 2, no. 1 (2019): 5–17.
- King, Pamela Ebstyne, and Linda J. Kim. "Religion and Identity Development in Adolescence." In *The Oxford Handbook of Identity Development*. Oxford: Oxford University Press, 2015.
- UNESCO. *Reimagining Our Futures Together: A New Social Contract for Education*. Paris: UNESCO, 2021.
- Zine, Jasmin. "Muslim Youth in Canadian Schools: Education and the Politics of Religious Identity." *Anthropology & Education Quarterly* 32, no. 4 (2001): 399–423.